اصل مقصد اور مدّعا کے حصول کی خاطر مصائب کی پرواہ نہ کرو

(فرمودہ ۱۲-نومبر ۱۹۱۵ء)

تشہّد، تعوّذ اور سورۃ فاتحہ کے بعد حضور نے مندرجہ ذیل آیت کی تلاوت فرمائی:-

یٰبَنِیَّ اذْهَبُوْا فَتَحَسَّسُوْا مِنْ یُّوْسُفَ وَاَخِیْهِ وَلَا تَایْـَٔسُوْا مِنْ رَّوْحِ اللّٰهِ اِنَّهٗ لَا یَایْـَٔسُ مِنْ رَّوْحِ اللّٰهِ اِلَّا الْقَوْمُ الْكٰفِرُوْنَ [1]

پھر فرمایا-

بہت سی باتیں اور بہت سے مطالب و مدعا ایسے ہیں جن کے حاصل کرنے سے انسان کو بعض راحتیں آرام اور خوشیاں پہنچتی ہیں- پھر اس کام کو کرتے کرتے درمیان میں ایک اور خوشی حاصل ہوجاتی ہے جس کی وجہ سے انسان اس خوشی کی طرف متوجہ ہوجاتا ہے اور اسی کی طرف لگ جاتاہے اور اپنے اصل مدعا کو بھول جاتا ہے- اور بعض وقت ایک کام کو پورا کرنے میں اس قدر ابتلاء اور روکیں آجاتی ہیں جن کے پیش آنے سے انسان ہمت ہار کر بیٹھ جاتا ہے اور اس مدعا کو حاصل کرنے سے ناامید ہوجاتا ہے- وہ مصائب و ابتلاء جو انسان کے راستہ میں آتے ہیں انسان کو چاہیئے کہ ان کی طرف متوجہ نہ ہو اور ان کی پرواہ نہ کرے- بعض انسان اس قسم کے ہوتے ہیں کہ وہ ان مصائب کی پرواہ نہیں کرتے اور اپنے مطلب ومدّعا کے حاصل کرنے میں لگے رہتے ہیں اور کسی ابتلاء اور مصیبت کو کچھ نہیں سمجھتے- جو لوگ ایسے ہوتے ہیں ان کو لوگ پاگل کہتے ہیں، مجنون اور دیوانہ کہتے ہیں لیکن وہ کبھی اپنی مقصود و مدعا کو حاصل کرنے سے نہیں رُکتے اور نہ کسی کی ملامت کی کچھ پرواہ کرتے ہیں-

لوگ انہیں پاگل کہے جاتے ہیں لیکن انہیں اپنے کام سے کام ہوتا ہے۔ درحقیقت پاگل کہنے والے خود پاگل اور مجنون ہوتے ہیں۔ قدیم سے جماعتیں اور سلسلے بنانے والوں کو لوگ پاگل کہتے آئے ہیں۔ اور تمام انبیاء اور مرسلین اور اولیاء و اقطاب اور مجددین کو لوگوں نے پاگل و مجنون کہا ہے اور جن کاموں سے لوگ ڈرتے ہیں وہ ان کو کرگزرتے ہیں۔ اور جن کو پاگل کہا گیا ہے آخر وہی اپنے مطالب میں کامیاب ہوئے۔ حضرت نوح علیہ السلام سے لے کر حضرت نبی کریم ﷺ تک اور پھر نبی کریمؐ سے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام تک جس قدر بھی راستباز خواہ وہ نبی یا رسول ہوں خواہ وہ مجدّد غوث قطب ہوں سب کو لوگوں نے پاگل اور دیوانہ کہا ہے۔ مکہ جیسی بستی میں جو شرک اور بیدینی میں اس قدر حد سے گزر گئی تھی گویا شرک میں ڈوبی ہوئی تھی اور جن کی زندگی کا انحصار ہی بت پرستی پر تھا اور ایسی خونخوار و بت پرست قوم جس کی نظیر آج ہندوؤں میں بھی نہیں پائی جاتی کیونکہ وہ لوگ سفر کو بھی جاتے تو آٹے کا بت بنا کر اپنے ساتھ رکھتے تھے۔ پھر ایسی ظلمت کے وقت میں نبی کریمؐ کا ظہور ہونا کیسے خطرے کا مقام تھا اور پھر باوجود اس کے آپ کے پاس نہ کوئی سپاہ تھی اور نہ کوئی لشکر تھا تو آپ نے ایسے وقت میں کھڑے ہو کر کہا کہ مَیں تمہارے بتوں کو باطل کردوں گا اور شرک کو جزیرہ عرب سے نکال دوں گا۔ جو میرے مقابلہ میں اٹھے گا وہ تباہ و ہلاک ہوجائے گا وہ رسوائی اور نامرادی کا منہ دیکھے گا۔

ایسی حالت کو دیکھ کر ایک دنیا دار انسان مجنون اور دیوانہ ہی کہے گا اور لوگوں نے کہا۔ اور اس وقت بھی خدا کی طرف سے ایک آواز آئی لیکن لوگوں نے اسے بھی مجنون اور دیوانہ ہی کہا۔ پیچھے آنے والے لوگ یہی کہا کرتے ہیں کہ لوگوں نے انبیاء سابقین مرسلین اور مجددین کو کیونکر پاگل کہا۔ حالانکہ جس طرح پہلے لوگوں نے صادقین کو پاگل کہا اسی طرح یہ لوگ بھی حضرت مسیح موعودؑ کو پاگل ہی کہتے ہیں۔ اور جو اعتراض پہلے لوگ کرتے تھے وہی اب یہ لوگ کرتے ہیں۔ الغرض یہ سلسلہ ہمیشہ سے ایسا ہی چلا آیا ہے اور صداقتوں کے راستہ میں روکیں آتی ہی رہی ہیں۔ لیکن بے استقلال اور بے ہمت انسان ایسے وقت میں اپنے آپ کو علیحدہ کرلیتے ہیں اور کام کرنے کے وقت بے استقلالی سے کام کرتے ہیں۔ ہاں ناممکن کاموں میں پڑنے والے پاگل ہوتے ہیں لیکن ایسے کاموں میں پڑنے والا جو انسانی تدابیر کے ماتحت ہوں اور جن کے کرنے سے بظاہر امید بھی نظر آتی ہو تو ایسے امور میں پڑنے والے کو لوگ

پاگل نہیں کہا کرتے۔ جس قدر ایجادیں ہیں اگر ان کے موجد ان کے پیچھے نہ پڑتے اور مصائب اور مشکلات کو برداشت کرکے ان کو حاصل نہ کرتے اور پیچھے ہٹ جاتے تو آج دنیا کے لوگ کیونکر یہ آرام اور آسائش کے سامان حاصل کرتے اور وہ خود کیونکر چین سے اپنی زندگی بسر کرتے۔ ان لوگوں نے بڑے استقلال اور ہمت سے اپنے مقصد کو حاصل کرنے کیلئے تمام ابتلاؤں اور مشکلات اور مصائب کا مقابلہ کیا اور ہمت نہیں ہارے اور کسی کی پرواہ نہیں کی کہ کوئی ان کے متعلق کیا کہتا ہے۔

کولمبس نے جس وقت امریکہ کی طرف سفر کرنے کا ارادہ کیا تو اس وقت اسے بھی لوگ پاگل کہتے تھے اور کہتے تھے کہ دیکھو یہ پاگل کہتا ہے کہ اس سمندر کے دوسری طرف بھی کوئی اور خشکی ہے چنانچہ جب اس نے ملکہ سپین سے مدد طلب کی اور یہ معاملہ مجلس امراء کے سامنے پیش ہوا تو سپین کے کارڈنیل نے (کارڈنیل وہ پادری ہوتا ہے جو پوپ کی طرف سے کسی ملک کے مذہبی معاملات کے تصفیہ کیلئے سب سے بڑا حاکم ہوتا ہے) اس پر مجنون یا کافر ہونے کا فتویٰ دیا اور کہا کہ دیکھو یہ شخص زمین کے گول ہونے کا قائل ہے۔ گویا اس کا خیال ہے کہ ہماری زمین کے نیچے اَور ملک ہے اور وہاں جو لوگ رہتے ہیں ان کی ٹانگیں اوپر اور سر نیچے اور درختوں کی جڑیں اوپر کی طرف ہیں تو شاخیں نیچے کی طرف۔ ان مشکلات کے ہوتے ہوئے اگر کولمبس اپنی تحقیقات کو چھوڑ دیتا تو وہ عزت و شہرت جو اس نے حاصل کی اس کو کیسے ملتی۔ جس زمانہ میں سپین کی حکومت مسلمانوں کے ہاتھ میں تھی اس وقت کے ایک عالم گزرے ہیں روحانی اور جسمانی علوم کے واقف تھے جن کا نام محی الدین ابن عربی ہے وہ کہتے ہیں کہ مجھے کشف میں دکھایا گیا ہے کہ اس سمندر کے پرے ایک بہت بڑا وسیع ملک ہے اور بیان کیا گیا ہے کہ کولمبس نے آپ کے سلسلہ کے کسی آدمی سے ہی پہلے پہل سنا تھا کہ زمین گول ہے اور سپین کے پرے سمندر کے ختم ہونے پر ایک بہت بڑا ملک ہے لیکن لوگوں نے اس وقت اسے پاگل قرار دیا اور اس کو کافر بھی کہا۔ ایک بات اس کے ذہن میں آگئی جس پر اس نے بڑے استقلال اور ہمت سے کام کیا اور کسی کی پرواہ نہ کی۔ غرض دنیا کے کاموں میں جن میں یہ خیال ہوسکتا ہے کہ شاید آخر میں کامیابی نہ ہو' ہمت والے لوگ راستہ کی مشکلات سے نہیں گھبراتے تو پھر انبیاء علیہم السلام کو دنیا کی ہدایت کیلئے خداتعالیٰ بھیجتا ہے ان کے سلسلہ کی اشاعت میں مایوس ہوکر بیٹھ جانا کیسی نادانی کی بات ہے۔ اگر دنیا اس قابل نہ

ہو کہ خدا کی اس آواز کو سنیں تو نَعُوْذُ بِاللّٰہِ خداتعالیٰ کا اپنے پاک بندوں کو ایسے وقت میں بھیجنا ایک لغو کام سمجھا جائے گا- ایسا کہنے والا خداتعالیٰ پر الزام دیتا ہے- نادان لوگ کہتے ہیں کہ مرزا صاحب کا ذکر کرنا ٹھیک نہیں یا یہ کہ ان کے ذکر سے اسلام کی ترقی نہیں ہوسکتی یا یہ کہ ان کے ذکر کرنے کی ضرورت نہیں- مَیں کہتا ہوں کہ خداتعالیٰ نے جب وہ عالم الغیب ہے تو اس نے کیوں بلا وجہ مرزا صاحب کو بھیج دیا- کیا وہ نہیں جانتا کہ اس وقت دنیا کو کسی ہادی کی ضرورت ہے یا نہیں- موجودہ زمانے کی خطرناک حالت یہ پکار پکار کر کہہ رہی ہے کہ اس وقت خداتعالیٰ کے کسی پاک انسان کی ضرورت ہے جو دنیا کو ان کے گناہوں سے پاک اور مطہر کرے- لوگ ان کی مخالفت کرتے ہیں لیکن جو شخص مشکلات اور روکوں کو دیکھ کر ہمت و استقلال سے کام نہیں لیتا ہے اور پیچھے ہٹتا ہے وہ خداتعالیٰ کی رحمت سے ناامید ہے-

نبی کریم ﷺ کو دیکھ کر کون کہہ سکتا تھا کہ یہ دین تمام ادیان باطلہ پر غالب آجائے گا- اور کون کہہ سکتا تھا کہ یہ لوگ تمام دنیا کے فاتح بن جائیں گے اور دنیا کے چاروں کونوں تک لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ کا نعرہ بلند کریں گے- لیکن خداتعالیٰ جانتا تھا کہ اس وقت لوگوں کے دل خواہش مند ہیں کہ خدا کی طرف سے کوئی آواز آئے جو ان کو خواب غفلت سے جگائے- اور یہ خواہش ایسی پوشیدہ تھی کہ خود وہ لوگ بھی اس سے واقف نہ تھے جن کے دلوں میں وہ خواہش موجود تھی- چنانہ آپ کی بعثت پر سوائے چند سعید روحوں کے باقی سب لوگ آپ کی مخالفت پر تُل گئے لیکن آہستہ آہستہ وہ فطرتی تڑپ جو سمجھتی تھی کہ اس آب حیات کے بعد میری زندگی محال ہے غالب آتی گئی اور فوج در فوج لوگ اسلام میں داخل ہونے لگے- اسی طرح آج کل کے لوگوں کا حال ہے کہ گو وہ حضرت مسیح موعود کی مخالفت کرتے ہیں لیکن درحقیقت ان کے دلوں کے اندر سے ایک آواز اُٹھ رہی ہے کہ اس شخص کے قبول کرنے کے بغیر ہماری نجات نہیں- بعض کے دلوں میں ابھی یہ آواز بہت کمزور ہے بعض لوگوں کے دلوں میں زیادہ زور سے ہے- لیکن آہستہ آہستہ وہ بھی بلند ہوتی جائے گی اور جو لوگ کہ آج نہیں سنتے وہ پھر سنیں گے- پس یہ کم ہمتی ہے جو بعض لوگ کہہ دیتے ہیں کہ لوگ ہماری بات نہیں سنتے- تم ہمت نہ ہارو وہ آج نہیں تو پھر سنیں گے- میرا اس آیت کے پڑھنے سے مدعا اپنی جماعت کو اس بات کی طرف متوجہ کرنا ہے کہ وہ بے استقلالی سے کام نہ لیں- یوسف علیہ السلام کو جب اہل قافلہ نکال کر لے گئے تو ان کے بھائیوں نے خیال کیا کہ اب

یوسفؑ نہیں مل سکتے تو حضرت یعقوب علیہ السلام نے انہیں کہا کہ خدا کی نصرت سے ناامید نہ ہو کیونکہ جب خداتعالیٰ نے میرے دل میں یہ تحریک پیدا کی ہے تو وہ ضرور مل جائے گا' اس لئے تم اس کی تلاش میں مایوس ہوکر مت بیٹھ جاؤ- یوسفؑ جو ایک حسین انسان تھے اور جن سے ایک جسمانی رشتہ تھ اس کی تلاش سے حضرت یعقوبؑ نہیں تھکے اور ناامید نہیں ہوئے تو اسلام جو سب حسینوں سے زیادہ حسین سب خوبصورتوں سے زیادہ خوبصورت ہے بلکہ ہمارے مُردہ دلوں کیلئے آبِ حیات ہے' اس کے کھوئے جانے پر اس کی تلاش کرنے کیلئے ہمیں کتنی محنت اور کوشش کی ضرورت ہے- لیکن افسوس کوئی اس کی تلاش نہں کرتا- اس کی تلاش کرنے والے ناامید ہوکر بیٹھ گئے ہیں-

سنو اور کان کھول کر سنو کہ موت کا کوئی اعتبار نہیں کہ کس وقت آجائے یہ وقت ضائع کرنے کا وقت نہیں- خواہ دنیا ہمیں پاگل ہی کہے خواہ تمہارے نفس بھی تم کو مجنون کہیں اور ملامت کریں لیکن تم اپنے کام میں لگے رہو اور کسی طرف توجہ نہ کرو- جب خداتعالیٰ کہتا ہے کہ یہ اسلام کی ترقی اور عروج کا وقت ہے اور خداتعالیٰ کے وعدے ہمارے سامنے ہیں کہ اسلام تمام مذاہب پر غالب رہے گا تو شیطان اگر لاکھوں مصیبتوں اور ابتلاؤں اور مشکلات کے پہاڑ تمہارے سامنے کھڑے کردے تو بھی تم ان کو کاٹ ڈالو- اگر وہ طرح طرح کی روکیں پیدا کرے تو ان کی پرواہ نہ کرو- کیونکہ اس وقت شیطان تمہارے مقابلہ میں اپنی ساری طاقت اور تدابیر خرچ کرے گا- پس تم اپنے مدعا کو حاصل کرنے کیلئے غافل اور ناامید نہ ہوجاؤ کیونکہ خدا کے وعدے ہمیں تسلی دے رہے ہیں- وہ شخص جو خداتعالیٰ کی تائید سے ناامید ہوکر بیٹھتا ہے وہ اس کے انعاموں کا وارث نہیں ہوسکتا- پس تم تبلیغ کیلئے کوشش کرو اور غافل اور ناامید ہوکر مت بیٹھو- جو لوگ اس پیغام کو سنیں وہ عمل کریں اور لوگوں تک اس پیغام کو پہنچائیں- نبی کریم ﷺ فرماتے ہیں اَلْحِکْمَةُ ضَالَّةُ الْمُؤْمِنِ ؎۲ کہ کلمہ حکمت مؤمن کی گم شدہ چیز ہے اس کی تلاش میں رہے اور جہاں مل جائے اسے لے لے- یہاں کلمہ حکمت کا نام مؤمن کی گمشدہ شے رکھ کر مسلمان کو بتلایا کہ جس طرح گم شدہ اشیاء کو انسان تلاش کرتا رہتا ہے' اسی طرح کلمہ حکمت کی تلاش مسلمان کو لگی رہنی چاہیئے- پس جب کہ کلمہ حکمت مؤمن کا یوسف ہے جس کی تلاش کرنی اس کیلئے ضروری ہے تو وہ سعید روحیں جو بہت سے کلماتِ حکمت کی حامل ہوسکیں اس انتظار میں ہیں کہ کوئی ان کو حق بتائے تو وہ اسے قبول

کریں، وہ بدرجہ اولیٰ یوسف ہیں اور ان کی تلاش ہر ایک مومن کا فرض ہے۔

پس اُٹھو اور ان یوسفوں کو تلاش کرو کہ یعقوب علیہ السلام کا ایک یوسف گم ہوگیا تھا اور تمہارے کروڑوں یوسف گمشدہ ہیں۔ آنحضرت ﷺ کی غلامی کا دم بھرنے والے لوگوں کی تعداد کتنی ہے کم سے کم اٹھارہ کروڑ ہے لیکن اس وقت وہ دین سے دُور اور اللہ تعالیٰ سے غافل ہے اور آبِ حیات کی پیاسی ہے۔ کیا وہ ہمارے یوسف نہیں۔ پھر ان کے علاوہ کرڑوں کروڑ ایسی مخلوق موجود ہے جو اسلام کی صداقت کو قبول کرنے کیلئے تیار ہے کیا وہ ہمارے یوسف نہیں ہیں، ضرور ہیں۔ پس اس قدر یوسفوں کے کھوئے جانے پر بھی کیا تم سُستی سے کام لو گے اور ہمت ہار کر بیٹھ جاؤ گے۔ اُٹھو اور ان کی تلاش کرو کہ ان کے مل جانے پر وہ حقیقی یوسف یعنی اسلام بھی مل جائے گا۔ اور کبھی مت خیال کرو کہ لوگ سنتے نہیں، لوگ سنتے ہیں اور ضرور سنتے ہیں۔ دشمنوں کی ملامتوں کی پرواہ نہ کرو اور ان کی ملامت سے تم اپنے کاموں کو نہ چھوڑو۔ کسی کو کیا معلوم ہے کہ موت کس وقت آجائے گی خدا کے حضور تم نے جواب دینا ہے۔ اگر تم نے غفلت میں اپنا وقت ضائع کردیا تو خدا کے حضور کیا جواب دو گے اور کون سامنہ لے کر خدا کے سامنے جاؤ گے۔ مَیں تمہیں یعقوب ؑ کی طرح کہتا ہوں۔ لَاتَایْئَسُوْا مِنْ رَّوْحِ اللّٰہِ۔ تم خداتعالیٰ کی تائید و نصرت سے ناامید ہوکر نہ بیٹھ جاؤ۔ اگر کوئی چیز مقابلہ کیلئے تمہارے سامنے آئے تو اس کی مت پرواہ کرو۔ ایک وہ قومیں ہیں جو اپنے بچوں عورتوں کو قوم کی خدمت کیلئے لگا رہی ہیں۔ موجودہ وقت میں جس قدر سامانِ جنگ سلطنتِ برطانیہ کے پاس ہیں اس کے مقابلہ میں جرمنی اور آسٹریا کے پاس بہت ہی تھوڑا ہے لیکن باوجود اسباب کے اس وقت کے مدبرین نے ان کی ہمت اور استقلال کو مانا ہے وہ ذرا ہمت نہیں ہارتے۔ اور باوجود کُل سامانوں کی مخالفت کے مقابلہ سے ہاتھ نہیں روکتے۔ اس دنیاوی دشمن سے نصیحت حاصل کرو کہ اس کیلئے خدا نے کوئی وعدہ نہیں کیا کہ مَیں تم کو غالب کروں گا اور اس کی شکست دنیاوی سامانوں کے لحاظ سے یقینی معلوم ہوتی ہے بلکہ خدا کا ہاتھ بھی اس کے خلاف معلوم ہوتا ہے کہ جہاں اس کو کامیابی کی امید ہوتی ہے وہیں ایسی کوئی نئی بات پیدا ہوجاتی ہے کہ فتح کو شکست میں بدل دیتی ہے مگر پھر بھی وہ اس قدر ہمت اور استقلال سے کام کرتا ہے۔

تمہارے لئے تو خدا نے یہ وعدہ کیا ہے کہ تم فتح پاؤ گے۔ پھر تم کیوں ہمت ہارتے ہو کیا

صرف اس لئے ناامید ہوتے ہو کہ لوگ نہیں سنتے۔ نہیں یہ خیال مت کرو' جو آج نہیں سنتا وہ کل سنے گا جو اس مہینے میں نہیں سنتا وہ اگلے مہینے میں سنے گا۔ جو آج تم سے نفرت کرتا ہے وہ کل تم سے محبت اور اُلفت کرے گا۔ اگر آج دور رہتا ہے تو کل قریب آئے گا۔ کیا یہ سچ نہیں کہ ہم میں بہت سے ایسے احمدی موجود ہیں جو پہلے سخت مخالف تھے۔ لیکن آج دین پر جان قربان کرتے ہیں۔ پھر کیا وہ ہمارے لئے سبق نہیں کہ ہر ایک کام اپنے وقت پر ہوتا ہے اور جو لوگ ہمارے سخت مخالف ہیں ان سے ہمیں بالکل نہیں ڈرنا چاہیئے ناامید نہیں ہونا چاہیئے کیونکہ نہیں معلوم کہ جب ہم مایوس ہوکر بیٹھ گئے وہی وقت ان کی ہدایت کا ہو۔ پس ہمیں چاہیئے کہ ہم اس وقت تک اپنے کام کو نہ چھوڑیں جب تک کہ موت ہمارے ہونٹوں کو بند نہ کردے۔ اس میں شک نہیں کہ اس وقت بھی ہماری جماعت ترقی کررہی ہے لیکن ترقی کی جو رفتار ہے وہ بہت آہستہ اور سُست ہے۔

درحقیقت اگر سوچو تو یہ ہماری غفلتوں اور سستیوں کا نتیجہ ہے۔ اسلام بھی اس وقت یوسف کی طرح غلام ہوکر بِک رہا ہے تم اس کوشش میں لگ جاؤ کہ خدا کا چہرہ نظر آئے کیا تمہاری آنکھیں اس بات کو دیکھنے کی خواہش نہیں رکھتیں کہ لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ کہنے والے چاروں طرف نظر آئیں۔ کیا تمہارا دل نہیں چاہتا کہ مسیح موعود کو دجال کہنے کی بجائے انہیں نبی کہا جائے۔ مبارک ہیں وہ جن کے ذریعے یہ کام ہوتا ہے وہ وقت آئے گا اور ضرور آئے گا جب یہ کام ہوکر رہیں گے کیونکہ یہ خدا کے وعدے ہیں جو ضرور پورے ہوں گے۔ لیکن کاش وہ دن ہم اپنی آنکھوں سے دیکھیں اور ہمارے ذریعہ ہوں تاہم برکت پائیں اور ہم ہی ان درجات کو حاصل کرنے والے ہوں۔ اسلام کو لانے والے اور اسی طرح ثریا سے ایمان لانے والے کا نام دنیا میں بلند دیکھیں خداتعالیٰ ہماری محنتوں کو ضائع نہیں کرے گا۔ پس تم ہوشیار ہوجاؤ یہی تمہارے کام کرنے کے دن ہیں تم تھک کر مت بیٹھو۔ مَیں پھر کہتا ہوں یٰبَنِیَّ اذْهَبُوْا فَتَحَسَّسُوْا مِنْ يُّوْسُفَ وَاَخِيْهِ وَلَا تَايْئَسُوْا مِنْ رَّوْحِ اللّٰهِ۔ اے میرے بیٹو! تم اسلام کی خبر لو اور اس سے غافل اور ناامید نہ ہو۔ روح کے معنے نصرت اور فضل اور آرام کے ہیں پس تم خداتعالیٰ کی نصرت اور مدد سے ناامید نہ ہو۔ خداتعالیٰ تمہیں توفیق دے کہ تم ان انعامات کے وارث بنو۔ آمین۔

(الفضل ۲۱۔نومبر ۱۹۱۵ء)

۱؎ یوسف:۸۸ ۲؎ ترمذی کتاب العلم باب ماجاء فی فضل الفقہ علی العبادۃ